بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہِ ملکِ رسالت صاحبِ تاج و سریر آمد
ضیاء بار و جہاں افروز چوں مہرِ منیر آمد

اسلام میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت

تحریر: ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہِ مُلکِ رسالت صاحبِ تاج و سریر آمد
ضیاء بار و جہاں افروز چوں مہرِ مُنیر آمد

اسلام میں عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت

تحریر : ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی

ناشر : مرکزی ادارہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ

بتعاون : خطیب الاسلام اکیڈمی

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ ۔ ماڈل ٹاؤن بی بلاک ۔ گوجرانوالہ

ہدیہ :۔ ۳/۰۰ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

قرآنِ حکیم کی روشنی میں دن منانے کی حیثیت و اہمیت

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالےٰ ہے۔

وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ الخ پ ۱۳ ع ۱۲

ترجمہ:۔ اور یاد دلاؤ اُن کو اللہ کے دن

اس آیت میں رب تعالےٰ نے مُوسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو وہ دن یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالےٰ نے اُن پر نعمتیں نازل فرمائیں۔

معلوم ہُوا کہ نعمتیں ملنے کے دنوں کو یادگار کے طور پر منانا حکم خداوندی ہے۔

یوں تو سب دنوں اور راتوں کو اللہ تعالےٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس آیت میں جن دنوں کو خاص طور پر منانے اور ان کی یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے وہ کون سے دن ہیں۔

مفسرینِ امت نے فرمایا کہ "ایام اللہ" سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔

(تفسیر ابن عباس، ابن جریر، خازن، مدارک وغیرہا)

کوئی بھی مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم عالمین کے لیئے رحمت بھی ہیں اور نعمت بھی"
رحمت کی دلیل تو یہ آیت ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؕ پ۱۷ ع ۷

ترجمہ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیئے
آپ کے نعمت ہونے کی دلیل یہ آیت ہے۔

اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا ؕ پ۱۳ ع ۱۷

ترجمہ وہ لوگ جنہوں نے بدلا اللہ کی نعمت کو کفر کرتے ہوئے۔
اس آیت کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

نِعْمَةَ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ نعمت اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

جب ثابت ہوا کہ آپ رحمت بھی اور نعمت بھی ہیں۔ تو اللہ کی رحمت اور اللہ کی نعمت کے حصول پر اُن دنوں میں شکر ادا کرنا اظہار خوشی کرنا اور لوگوں کو ان دنوں کی عظمت و تاریخ سے آگاہ کرنا اور یاد منانا بھی قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی آیت

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ؕ پ۱۱ ع ۱۱

ترجمہ: اے محبوب، لوگوں سے فرما دیجیئے اللہ کے فضل اور رحمت کے ملنے پر چاہیئے کہ وہ خوشی کریں۔ وہ بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے

ہیں۔

اس آیت میں فضل و رحمت کے حصول پر خوشی منانے اور مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دوسری آیت

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ پ۳۰ ع۱۸

ترجمہ (اے محبوب) اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو۔ (یعنی عام چرچا کرو)

اس آیت میں اللہ کی نعمت کا ذکر عام کرنے اور خوب چرچا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تیسری آیت

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۝ پ۴ ع۲

ترجمہ:- اور ذکر کرو اللہ کی نعمت کا جو تم پر ہوئی

جب حضور علیہ السلام بلاشبہ اللہ کی نعمت ہیں۔ تو آپ کی تشریف آوری کا تذکرہ قرآن سے ثابت ہوا۔ اور یہی محفل میلاد ہے۔

بحمدہٖ تعالےٰ ان مندرجہ بالا آیاتِ مقدسہ کی روشنی میں یہ امر بخوبی واضح ہوگیا۔ کہ رحمتوں اور نعمتوں کے ملنے کے دن اللہ کے خاص دن ہوتے ہیں۔ اُن دنوں کی یاد تازہ کرنا حکم الٰہی کے عین مطابق ہے۔ نعمت ملنے پر اُس کا چرچا کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رحمت ملنے پر خوشی منانا اور مال خرچ کرنا چاہیئے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی تمام

رحمتوں سے بڑی رحمت اور تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہیں۔

لہٰذا آپ کی تشریف آوری (میلاد) کا دن منانا اور اُس دن ہر جائز خوشی کا اظہار کرنا قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ آمدِ محبوب خدا اور ظہورِ ذاتِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جتنی بھی خوشی منائی جائے کم ہے۔ قرآن کے احکام پر عمل کرنا بدعت نہیں برکت ہے۔

احادیثِ مقدسہ کی روشنی میں دن منانے کی حیثیت و افادیت

حضور کی ولادت پر خوشی منانے سے کافر کو بھی فائدہ ہوتا ہے

پہلی حدیث بخاری شریف میں ہے۔

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ رَاٰهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ ۝

(بخاری جلد دوم صفحہ ۷۶۴)

ترجمہ جب ابولہب مر گیا تو اُس کے بعض اہل (حضرت عباس) نے اس کو خواب کے اندر بہت بُرے حال میں دیکھا۔ تو پوچھا تجھ پر کیا گذری؟ ابولہب نے کہا تم سے جُدا ہو کر مجھے کوئی خیر نہیں ملی۔

سوائے اس کے کہ میں سیراب کیا جاتا ہوں (کلمہ کی انگلی سے پیر کے دن) کہ اُس دن میں نے اس انگلی سے (حضور کی پیدائش کی خوشی میں) ثویبہ (لونڈی) کو آزاد کیا تھا۔

اسی حدیث کو علامہ امام بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری (طبع جدید) جلد دوم صفحہ ۹۵ پر نقل فرمایا ہے۔

اسی طرح علاّمہ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۱۹) مختلف اقوال نقل فرما کر آخر میں اپنے قول سے بھی مکمل تائید فرمائی۔

غور فرمائیے! ابولہب ایسا سخت کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورۃ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ط) نازل ہوئی۔ وہ کافر تھا ہم مومن ہیں، وہ دشمن تھا ہم غلام ہیں۔ اُس نے رسول اللہ کے میلاد کی خوشی نہیں کی تھی۔ بلکہ اپنے بھتیجے کی خوشی کی تھی۔ اور ہم رسول اللہ کے میلاد کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمنوں اور کافروں کو میلاد کی خوشی کرنے سے اتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تو مومنوں اور غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا۔ (فافہم وتدبّر)

حدیث مذکورہ بالا سے **میلاد کے دن** کی اہمیت، اُس دن خوشی منانے کی افادیت ظاہر ہوئی۔ (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

دُوسری حدیث

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ کہ جب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تم عاشورے کا روزہ کیوں رکھتے

ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ دن ہمارے نزدیک نہایت مقدس وبابرکت ہے کہ اس دن اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) کو فرعون اور اس کی قوم کے ظلم سے نجات دلاکر فتح نصیب فرمائی۔ اس لیئے ہم اس دن کو "یادگار فتح ونجات" سمجھتے ہیں۔ اور تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔۔
اُن کے اس جواب پر حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ الخ

(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

ترجمہ پس ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں موسےٰ علیہ السلام کی فتح ونجات کا دن منانے کے۔ پس حضور نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

غور فرمایئے:۔ عاشورے کا دن بنی اسرائیل کے نزدیک بھی مُبارک اور حضور علیہ السّلام کے نزدیک بھی مُبارک۔ بنی اسرائیل اس دن کی سالانہ یادگار منائیں، تعظیم کریں تو حضور علیہ السلام اس کو بدعت نہ فرمائیں۔ بلکہ خود بھی منائیں اور صحابہ کو بھی منانے کا حکم فرمائیں۔

جس دن (یومِ عاشورہ) بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی اگر وہ دن منانا جائز ہے۔ تو جس دن (یومِ میلاد) بنی نوع انسان کو کفر وشرک اور ظلم وستم سے نجات ملی۔ وہ دن منانا کس طرح بدعت ہوسکتا ہے۔

مندرجہ بالا دُو حدیثوں سے ثابت ہُوا کہ

مقدس دنوں کی یاد منانا سُنّت ہے۔ مستحب ہے امرِ مستحسن ہے، بدعت نہیں۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں، صحابہ و سلف صالحین کے اقوال و اعمال سے یوم میلاد منانا، محافل میلاد کرانا ذکرِ مصطفٰے کے چرچے کرنا ثابت ہے

سب سے پہلے انبیاء کرام کی محفل میں (روزِ میثاق) حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر خود اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ (ملاحظہ ہو)

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ الخ

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ دیا میں نے تم کو کتاب اور حکمت سے اور پھر آئے تمہارے پاس عظمت والا رسول، جو تصدیق کرنے والا ہو اسکی جو تمہارے ساتھ ہے۔ تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے۔ اور اس کی ضرور مدد کرو گے۔

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ کے الفاظ میں اللہ تعالٰے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری (میلاد) کا ذکر فرمایا۔

(جب کہ آپ مخلوق ہو کر عدم سے وجود (مرتبۂ روح) میں جلوہ گر ہو چکے تھے۔)

معلوم ہوا کہ ذکرِ میلادِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی محفل "محفلِ انبیاء" ہے۔ جسمیں میلاد پڑھنے والا اللہ تعالٰی اور سُننے والے

انبیائے کرام تھے۔

اسی طرح انبیاء و مرسلین علیہم السلام آدم علیہ السلام سے لے کر ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، زکریا علیہ السلام تک اپنے دور میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری (میلاد) کے تذکرے فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کی محفل عام میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد (ولادت) کا یوں چرچا فرمایا۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ

ترجمہ:- اے لوگو! میں بشارت دیتا ہوں تم کو اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے۔ جن کا نام پاک احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے۔

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے تذکرے کرنا، محافل میلاد منعقد کروانا انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت ہے۔ اس عمل کو بدعت کہنے والے عبرت حاصل کریں۔

خود حضور علیہ السلام نے اپنا میلاد منایا

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام ہر سوموار کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

پہلی حدیث

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ

يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ وَحْیٌ الخ (مشکوٰۃ کتاب الصّوم)

ترجمہ: حضور علیہ السلام سے پیر کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا۔ اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

١۔ پیر کا روزہ اس لیئے سُنّت ہے۔ کہ یہ دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا دن ہے۔

٢۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پیر کے روزے کا اہتمام فرما کر خود اپنی ولادت کی یاد منائی۔

٣۔ امّت کے لیئے یوم ولادت کی اہمیت و فضیلت ظاہر فرمائی۔

٤۔ دن مقرر کر کے یادگار منانا سُنّت نبوی ہے۔

٥۔ ولادت کی خوشی میں "عبادت" کرنا سُنّت ہے۔

(عبادت خواہ بدنی ہو (جیسے روزہ اور نوافل) خواہ مالی ہو (جیسے صدقہ خیرات و تقسیم شیرینی وغیرہ)

غرضیکہ حضور علیہ السلام کے میلاد کی خوشی منانا، جائز طریقے سے مال خرچ کرنا، اظہار شکر کے لیئے دُعا، عبادت، تلاوت، نعت وغیرہ سب مستحسن اُمور ہیں۔

دُوسری حدیث

نَقَامَ النَّبِیّ صلے اللہ علیہ وسلّم علی المنبر فقال من انا الخ

ترجمہ:۔ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا بتاؤ میں کون ہوں۔ سب نے عرض کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرمایا میں محمد ہوں، عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ عبدالمطلب کا پوتا، اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ تو مجھے اچھے گروہ میں پیدا کیا۔ یعنی انسان بنایا۔ انسانوں میں گروہ پیدا کئے (عرب و عجم) اور مجھے اچھے گروہ (عرب) سے بنایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے۔ اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے (قریش) میں بنایا۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے۔ اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان (بنو ہاشم) میں پیدا کیا۔

پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندانی لحاظ سے بھی سب سے اچھا ہوں۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کے اجتماع میں خود اپنی محفل میلاد منعقد فرمائی۔ اور اپنا حسب، نسب اور اپنی خاندانی شرافت اور طہارت وولادت کا بیان فرما کر اپنی امت کو بھی میلاد منانے کی ترغیب دلائی۔

نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ میلاد پڑھنا سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیم ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور علیہ السلام کا میلاد پڑھتے اور مناتے تھے

چنانچہ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اول میں ہے۔
حضرت عطار ابن یسار فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اور عرض کیا کہ مجھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وُہ نعت سناؤ جو تورات میں ہے۔ انہوں نے پڑھ کر سُنائی۔

دُوسری حدیث

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور کی شان میں نعتیہ قصیدے لکھے اور پڑھے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر اظہار خوشنودی فرمایا اور ان کے لیئے دُعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

اے اللہ (حسّان) کی مدد فرما روح القدس کے ساتھ

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کے نعتیہ قصیدہ کے دو اشعار

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

ان نعتیہ اشعار میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور بے عیب خلقت کا ذکر ہے۔ گویا یہ قصیدہ میلاد النبی کے موضوع پر ہے۔

حضرت عباس نے اپنے قصیدے میں حضور کا میلاد پڑھا۔ قصیدے کے آخری دو شعر ملاحظہ ہوں۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ
فَنَحْنُ فِیْ ذَالِكَ الضِّیَاءِ وَفِی
النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ترجمہ۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے نور سے تمام زمین روشن ہوگئی۔ اور آپ کے نور سے تمام آسمانی فضائیں پُرنور ہوگئیں۔ پس ہم اُسی نور میں رُشد و ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔

اسی طرح دیگر صحابۂ کرام بھی وقتاً فوقتاً ذکرِ ولادتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کرتے رہے۔ اسی چیز کا نام محفلِ میلاد ہے۔

خلفائے راشدین سے میلاد منانے کی اصل ثابت ہے

شیخ الاسلام امام ابن حجر مکّی شافعی جو چونتیس سال تک حرم مکّہ کے مفتی رہے۔ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔ اور حضرت ملّا علی قاری کے استاد بھی تھے۔ ان کے متعلق مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی (اہلِ حدیث غیر مقلد) نے لکھا ہے۔ کہ

"شیخ ابن حجر مکّی مکہ شریف میں مفتیٔ حجاز تھے۔ جامع علوم ظاہری

وباطنی تھے۔ (حاشیہ تاریخ اہل حدیث ۳۹۲)

امام ابن حجر مکی نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک شاندار کتاب تصنیف فرمائی (جس کا ذکر مولوی عبدالحئی لکھنوی نے فتاوی عبدالحئی میں کیا ہے) کتاب کا نام ہے "اَلنِّعْمَةُ الْکُبْرٰی فِی مَوْلِدِ سید وُلْدِ آدم" صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کے صفحہ ۷، ۸ پر لکھتے ہیں۔

قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰی قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّةِ

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا جس شخص نے حضور علیہ السلام کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَحْیَا الْاِسْلَامَ۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے حضور علیہ السلام کے میلاد کی تعظیم کی اُس نے گویا اسلام زندہ کر دیا۔

قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰی قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَاَنَّمَا شَهِدَ غَزْوَةَ بَدْرٍ وَّحُنَیْنٍ۔

ترجمہ: حضرت عثمان نے فرمایا کہ جس نے حضور کے میلاد پر ایک درہم بھی خرچ کیا۔ گویا وہ غزوہ بدر و حُنین میں حاضر ہوا۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ سَبَبًا لِقِرَاءَتِهٖ لَا یَخْرُجُ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا بِالْاِیْمَانِ

وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

ترجمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے حضور کے میلاد کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ جائیگا، اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔

آخر میں انہوں نے حضرت امام حسن بصری، حضرت جنید بغدادی حضرت معروف کرخی، حضرت امام شافعی، حضرت سری سقطی حضرت امام فخرالدین رازی، حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہم سے محفل میلاد منانے کی اہمیت اور میلاد پر خرچ کرنے کی فضیلت تحریر فرمائی ھے۔

میلاد منانا ہمیشہ سے اُمت کے جلیل القدر بزرگوں کا معمول رہا ہے

حضرت علامہ شیخ شہاب الدین احمد قسطلانی (شارح بخاری) مواہب اللدنیہ (جلد اول صے ۲۷ مطبوعہ مصر) میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

ترجمہ حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں اہل اسلام ہمیشہ سے محافل میلاد منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔

امام قسطلانی اور اُن کی اس کتاب کے متعلق حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"ان کا وعظ سُننے کے لیئے دُنیا سمٹتی تھی۔ وہ اپنے وقت کے بےنظیر عالم تھے۔ چنانچہ مواہب اللدنیہ انہی کی تصنیف ہے۔ جو اپنے

باب میں لاثانی ہے۔ (دبستان المحدثین اردو ترجمہ مولوی عبدالسمیع دیوبندی ص ۳۱۵)

میلاد کے متعلق امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا فرمان

" دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود، در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است"؟ (مکتوبات شریفہ دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب ۷۲)

نیز آپ نے مولود خوانی کے بارے میں لکھا تھا۔ تو محفل میلاد میں اچھی آواز سے قرآن پڑھنے اور نعت و منقبت کے قصیدے پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے؟"

حضرت قبلہ پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضرت گولڑوی اپنے ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کے لیئے خوشی میلاد (جلوس وغیرہ) جائز ہے۔

(فتاوے مہریہ ص ۱۸)

علماء دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں

(کلیات امدادیہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

فرمایا کہ میلاد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۴۷)

میلاد کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ و عمل

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب میں یہ اظہار خیال فرمایا ہے۔ کہ

"آپ کا وجود ضعفِ اسلام کے زمانے میں اہل اسلام کے لیئے غنیمت ہے"

نیز مخالفین کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی افاضات یومیہ میں لکھتے ہیں کہ

"حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہت بڑے شیخ ہیں ظاہر کے بھی باطن کے بھی"

اب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ میلاد شریف کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم

(ما ثبت بالسنۃ ص۱۰۲)

ترجمہ: اور اہلِ اسلام ہمیشہ میلاد کے مہینے میں محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں۔

حضرت شیخ محقق اپنی کتاب "اخبار الاخیار" کے آخر میں بارگاہِ خداوندی میں مناجات کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

دُعا

اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں۔ جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال مین فسادِ نیت موجود رہتا ہے۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل تیری ذاتِ پاک کی عنایت کی وجہ

سے بہت شاندار ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقعہ پر میں
کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں۔

(اخبار الاخیار اُردو صـ۶۲۴ ترجمہ مولوی محمد فاضل
دیوبندی مدرس دارالعلوم کراچی۔ (اخبار الاخیار فارسی صـ۳۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مکاشفہ

آپ فرماتے ہیں کہ
میں مکہ معظمہ میں میلاد کے روز حضور علیہ السلام کے مولدِ مبارک میں
تھا۔ اُس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے۔ اور آپ کی
ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے۔ جو آپ کی
ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے اس مجلس میں انوار و
برکات دیکھے۔

فَتَأَمَّلْتُ تِلْكَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُّهَا مِنْ قِبَلِ الْمَلَائِكَةِ
الْمُتَوَكِّلِيْنَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمُشَاهِدِ الخ

ترجمہ پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار اُن فرشتوں کے ہیں جو
ایسی مجالس و مشاہد پر مقرر ہوتے ہیں۔ (فیوض الحرمین صـ۲۷)

قارئین کرام! غور فرمائیں

کہ میلاد شریف کا عمل قرآن و سُنّت سے ثابت ہے۔ پھر صحابہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین، سلف صالحین، اولیاء کرام اور علماء و محدثین سے مسلسل
میلاد منانا ثابت ہے۔

بعض غیر ذمہ دار حضرات کا یہ قول کہ "میلاد کے بانی عمر بن ملا محمد موصلی اور سلطان اربل ہیں" حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

غور فرمایئے! مندرجہ بالا اقتباسات کے پیش نظر یہ تمام بزرگان دین (میلاد شریف منانے والے) کیا مشرک و بدعتی تھے۔؟ اَستَغفِرُ اللہَ العَظِیم۔

تعجب ھے

محافلِ میلاد شریف، قیام وسلام اور جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک و بدعت قرار دینے والے لوگ خدا سے ڈرتے کیوں نہیں؟ ان لوگوں کی طرف سے فحاشی، عیاشی، سینما بینی، رقص و سرود، سود و رشوت اور فرنگی تہذیب کے مہلک اثرات اور متعدی سیئات و بدعات کے خلاف کبھی کوئی مؤثر اقدام، اہتمام اور پمفلٹ وغیرہ دیکھنے میں نہیں آتا۔

مگر

شانِ رسالت، عظمتِ ولایت، ذکرِ ولادت اور مسلمانانِ اہلِ سنت سے ان کی دشمنی و نفرت کا یہ عالم ہے کہ جب عید میلاد النبی کا مبارک موقعہ آتا ھے تو اُن کی نام نہاد رگِ توحید پھڑک اُٹھتی ہے۔ اور

ستم ظریفی کی انتہا ھے کہ

ان کے نزدیک جشن دارالعلوم دیوبند تو جائز ہے۔ لیکن جشنِ عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدعت ہے۔

یومِ (مفتی) محمود تو جائز ہے، یومِ مولود ناجائز ہے۔

سیرت کے جلسے تو درست ہیں۔ مگر ولادت کے جلسے درست نہیں۔

آخر انہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان سے ضد کیوں ہے.؟

اپنے مولویوں کا استقبال وجلوس، سالانہ اجتماعات و کانفرنسیں، یومِ عثمانی یومِ عطاء اللہ بخاری، احمد علی کی سالانہ برسی، کافرہ ومشرکہ اندرا گاندھی کی جشن دیوبند میں صدارت و تعظیم، گاندھی و کانگریس کے جلسوں وجلوسوں میں شرکت، مس فاطمہ جناح کے جلوس وجلسے اور قرآن وحدیث کے خلاف انہیں سربراہ مملکت بنانے کی کوششیں۔ دیوبند میں سابق صدر بھارت راجندر پرشاد کے نعرے و استقبال، اور نجد میں "مرحبا نہرو رسول السلام" کے نعرے (معاذ اللہ) و استقبال وجلوس سب جائز و عین توحید ہیں۔

مگر

پیارے محبوب، تاجدارِ مدینہ، صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی اور آپ کی عظمت وشوکت کے مظاہرے کے لیئے منعقد ہونے والے تمام جلسے وجلوس بدعت وناجائز ہیں۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

حالانکہ پاکستانی عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ بھٹو حکومت کے خلاف "قومی اتحاد" کے سلسلے میں تمام دیوبندی، اہلحدیث علماء و عوام عید میلاد کے جلسوں اور جلوسوں میں باقاعدہ شریک ہوتے رہے ہیں۔

کیا یہ سب کچھ بدعت اور ناجائز سمجھ کر کرتے رہے ہیں۔ یا (اقتدار کے لالچ میں اپنا مسلک وعقیدہ بدل کر) جائز اور سنت سمجھ کر!

ع اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں

یومِ ولادت اور یومِ وصال کی تحقیق

مخالفین کی عادت ہے کہ تقریباً ہر سال عید میلادُ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک و مسعود موقعہ پر مسلمانانِ اہلِ سُنّت کے خلاف غیض و غضب کا اظہار شروع کر دیتے ہیں۔ اور امن عامہ و استحکام مُلکی کے خلاف کاروائیاں شروع کر کے فساد کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

اس سال عید قربان کے موقعہ پر گوجرانوالہ کے اہلحدیث حضرات کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع کیا گیا۔ جس میں عید میلاد کو بدعت قرار دے کر ادھر اُدھر کی فضول باتیں لکھ ڈالی گئی ہیں۔ اس پمفلٹ میں کوئی خاص قابلِ ذکر چیز تو موجود نہیں۔ البتہ ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کا جواب اور ردّ ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ اس پمفلٹ میں سارا زور اس بات پر صرف کیا گیا ہے کہ

> بارہ ربیع الاوّل باتفاق اہلِ اسلام حضور علیہ السلام کا یومِ وفات ہے نہ کہ یومِ ولادت! چونکہ حضور کی وفات کے دن صحابہ واہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی غمزدہ تھے لہٰذا اس تاریخ کو خوشی کا اظہار کرنا اُن کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔"

گویا ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول کا یومِ ولادت ہونا مشکوک اور یومِ وفات ہونا یقینی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ

تاریخ ولادت میں معمولی اختلاف کے باوجود جمہور محققین و اکثر علمائے امت کے نزدیک حضور علیہ السلام کا یوم ولادت بارہ ربیع الاول ہی ہے۔ اور اسی پر اُمت کا عمل و تعامل ہے۔ اور اُمت کا تعامل بجائے خود دلیل ہے۔

چونکہ شریعت مطہرہ میں بطور شکریہ یادگار و خوشی منانا جائز اور مستحسن ہے۔ لیکن تین دن سے زیادہ سوگ منانا منع ہے۔ اس لیئے

اہل اسلام و علمائے اُمت نے ہمیشہ یوم ولادت منایا ہے۔ بطور سوگ و غم یوم وفات منانا ہرگز ثابت نہیں ہوا۔

ہم حیات النبی کے قائل ہیں۔ زندہ کا سوگ و غم منانا عقل و دیانت کے خلاف ہے۔

اگر مخالفین کے نزدیک بارہ ربیع الاول ولادت کا نہیں بلکہ وفات کا دن ہے تو وہ یہ دن بطور یوم وفات ہی منا لیا کریں۔ لیکن وہ بیچارے سے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اب آیئے! ائمہ اسلام سے دریافت کریں کہ بارہ ربیع الاول حضور سید عالم نور مجسم احمد مصطفیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن ہے یا وفات کا۔

پہلے یوم وفات کے بارے تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

قولِ اوّل

وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یکم ربیع الاوّل کو ہوئی

قال یعقوب ابن سفیان عن یحییٰ بن بکیر عن اللیث انہ
قال توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لِلیلۃ
خلت من ربیع الاوّل

ترجمہ روایت کیا یعقوب بن سفیان نے یحییٰ بن بکیر سے انہوں نے
لیث سے انہوں نے کہا کہ وفات پائی رسول پاک صلی اللہ علیہ
آلہٖ وسلم نے پیر کے دن ربیع الاوّل کی پہلی رات گذرنے پر۔

وقال فضل ابن دکین توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم
الاثنین مستھلّ ربیع الاوّل

ترجمہ کہا فضل ابن دکین نے وفات پائی رسول خدا نے ربیع الاوّل کا
چاند چڑھتے ہی پیر کے دن۔ (البدایۃ والنہایۃ)

قولِ دوم

وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۲ ربیع الاوّل کو ہوئی

قال البیہقی انبأنا ابو عبداللہ الحافظ قال انبأنا احمد بن
حنبل الی آخر السند وکان اول یوم مرض یوم السبت و
کانت وفاتہ علیہ السلام یوم الاثنین للیلتین خلتا
من شھر ربیع الاوّل

ترجمہ:۔ کہا امام بیہقی نے ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی انہوں نے

کہا ہمیں احمد بن حنبل نے خبر دی (سند کے آخر تک) اور پہلے دن جب حضور بیمار ہوئے ہفتے کا دن تھا۔ اور آپ کی وفات پیر کے دن ربیع الاوّل کی دو راتیں گذرنے پر ہوئی۔

(البدایۃ والنہایۃ)

قال الواقدی وقال سعد بن زھری توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین للیلتین خلتا من ربیع الاوّل۔ (ورواہ الواقدی عن ابی معشر عن محمد بن قیس)

ترجمہ کہا واقدی نے اور کہا سعد بن زہری نے کہ وفات پائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن ربیع الاوّل کی دو راتیں گزرنے پر

قول سوم

وفات رسول صلے اللہ علیہ وسلم ۱۰ ربیع الاوّل کو ہوئی

عن ابن عباس ومات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لعشر خلون من ربیع الاوّل (البدایۃ والنہایۃ)

ترجمہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فوت ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ربیع الاوّل کے دس دن گذرنے پر

قولِ چہارم

وفات رسول صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی

وفاتِ رسول ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ یہ قول محمد ابن اسحاق

کا ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد پنجم
صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶)

مذکورہ بالا ائمہ اسلام کے اقوال آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ جن میں وفاتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض ائمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات یکم ربیع الاوّل ہے۔ بعض ائمہ نے فرمایا تاریخ وفات ۲ ربیع الاوّل ہے۔ بعض ائمہ نے فرمایا کہ وفاتِ رسول ۱۰ ربیع الاوّل کو ہوئی۔

محمد ابن اسحاق کی ایک روایت میں وفاتِ رسول ۱۲ ربیع الاول کو بیان کی گئی ہے۔

مخالفین کہتے ہیں کہ اہلِ اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وفاتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔

لیکن روایاتِ بالا پڑھ کر آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ صرف ایک روایت میں ۱۲ ربیع الاوّل کو تاریخ وفات بتائی گئی ہے۔ اور آٹھ روایات اس کے برعکس ہیں۔

اب آخر میں مشہور سیرت نگار امام ابوالقاسم سہیلی کا فیصلہ سُنیئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

لا یتصور وقوع وفاته علیه السلام یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول من سنة احدی عشر وذالك لانه علیه السلام وقف فی حجة الوداع سنة عشر یوم الجمعة فکان اول ذی الحجة یوم الخمیس فعلی تقدیر ان تحسب الشهور تامة او ناقصة او بعضها تام وبعضها ناقص لا یتصور ان یکون یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول،

ترجمہ:- یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بارہ ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول ۱۱ھ بروز سوموار ہوئی۔ اور ۱۰ھ ہجری کا حج یعنی حجۃ الوداع بروز جمعہ ہُوا۔ پس اس حساب سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ بروز خمیس (جمعرات) بنتی ہے۔ اس کے آگے ربیع الاوّل تک تمام مہینے تیس ۳۰ دن کے شمار کریں یا انتیس ۲۹ دن کے یا بعض تیس ۳۰ کے اور بعض انتیس ۲۹ کے کسی صورت میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو سوموار کا دن ہو ہی نہیں سکتا۔

پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول کی اور جونسی تاریخ میں بھی ہو۔ بارہ ربیع الاوّل کو ہرگز نہیں کیونکہ یہ کسی بھی حساب سے درست نہیں۔

اس تحقیق کی روشنی میں مخالفین کا یہ کہنا غلط ثابت ہُوا کہ بارہ ربیع الاوّل کو حضور کی وفات کی وجہ سے صحابہ کرام غمزدہ تھے۔

اور یہ بھی ثابت ہُوا کہ بارہ ربیع الاوّل بالاتفاق یوم وفات نہیں ہے۔

البتہ ۱۲ ربیع الاوّل کے یوم ولادت ہونے پر امت کی اکثریت متفق ہے جمہور محققین، مؤرخین اور امت کی اکثریت کا اتفاق ہے کہ یوم ولادت بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ ہے۔

اس سلسلہ میں گو روایات مختلف ہیں۔ مگر مشہور ترین قول کے مطابق جملہ اہل اسلام کے نزدیک قرن اوّل سے لے کر آج تک بارہ ربیع الاوّل ہی یوم ولادت ہے

حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے؟

امام قسطلانی اور محدث دہلوی کے اقوال

چنانچہ امام احمد قسطلانی شارح بخاری زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں۔

والمشہور انہ صلے اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وعلیہ اہل مکۃ قدیما وحدیثا الخ

ترجمہ مشہور قول یہی ہے کہ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت شریفہ ہوئی۔ اسی بات پر تمام اہل مکہ اگلے پچھلے متفق ہیں۔

اور آج تک اہل مکہ ۱۲ ربیع الاول کو حضور علیہ السلام کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔

چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ لہٰذا تاریخ ولادت کے معاملہ میں اُن کی بات کو ترجیح دینا تقاضائے عقل کے عین مطابق ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں سب سے پہلا یہ قول نقل کیا ہے کہ ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی بعض اور اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

قول اول اشہر و اکثر است وعمل اہل مکہ بریں است زیارت کردن ایشاں موضع ولادت را دریں شب و خواندن مولود

ترجمہ اکثر اہل اسلام کے درمیان مشہور ترین قول یہ ہے کہ آپ کی

ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ اہل مکہ کا اسی پر عمل ہے۔ کہ وہ ۱۲ ربیع الاول کی رات کو حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔ اور اس رات کو مولود خوانی کرتے ہیں۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ ولادت کی تاریخ کے متعلق مکہ والوں کی بات معتبر ہے۔ یا گوجرانوالہ، امرتسر، اور روپڑ والوں کی۔

مسلم شریف کی ایک حدیث سنئیے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ ۱۰ محرم کو روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس تاریخ کو روزہ کیوں رکھتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے شر سے نجات دی تھی۔ اور فرعون غرق ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زیادہ حق دار ہیں۔ لہٰذا ہم بھی اس تاریخ کو روزہ رکھیں گے۔ چنانچہ آپ نے مشہور بین الیہود تاریخ کے مطابق حضرت موسےٰ علیہ السلام کی فتح کا دن منایا۔

(مسلم شریف)

حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کا دن منانا ہو تو اسکے ماننے والوں میں جو تاریخ مشہور ہو۔ اسی تاریخ کو منانا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام تو اہل یہود کی شہرت کو بھی کافی جانتے ہیں۔ مگر مخالفین حضرات اہل اسلام کی شہرت کو بھی ناکافی تصور کرتے ہیں۔ اور حدیث رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کھلی خلاف ورزی کے باوجود پھر بھی اپنے

آپ کو اہل حدیث کہلانے پر مُصر ہیں۔ (فیا للعجب)

۱۲ ربیع الاول کو ولادتِ رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہرت یُوں ہی نہیں ہوئی۔ سُنیئے!

اوقیل اثنتی عشرۃ خلت منہ نص علیہ ابن اسحاق ؎

ترجمہ یعنی حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہونے پر ابن اسحاق نے نص کی ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)

عن ابن عباس وجابر انہ ولد علیہ السلام فی الثانی عشر من ربیع الاول یوم الاثنین ؎ (البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۶)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو ہُوئی"

مکہ والے کہتے ہیں کہ ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ اور گھر والے بھی کہتے ہیں کہ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ لیکن مخالفین بدستور ضد بازی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں

محمد بن اسحاق مطلبی کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل سنہ عام الفیل میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۱ صد ۱۵۳)

تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صد ۲۸۹ میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل سنہ عام الفیل میں اُس وقت ہُوئی

جب نوشیرواں کی حکومت کا چالیسواں سال تھا۔

اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار جلد اول صـ۶ مطبوعہ مصر میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت دوشنبہ کے دِن بارہ ربیع الاوّل کو صبح کے وقت ہوئی۔

عجائب القصص (علامہ عبدالواحد حنفی) صـ۲۳۷ مطبوعہ نول کشور میں ہے کہ حضور بارہ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کے دن.......

.... پیدا ہوئے۔

کتاب سیرت پاک شائع کردہ ادارہ مطبوعاتِ پاکستان کے صفحہ ۱۷۵ میں ہے کہ

"یہ صحیح ہے کہ ربیع الاوّل میں ہی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور ربیع الاول ہی میں ولادت ہوئی۔ ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ تاہم اگر بارہویں کو تاریخ ولادت مان لی جائے تو کوئی تاریخی قباحت لازم نہیں آتی، لیکن بارہویں کو وفات ماننا تو عقلاً و نقلاً ہر طرح غلط ہے۔

اہلحدیث کے نزدیک تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل ہے

غیر مقلدین (اہل حدیث) کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے اپنی تصنیف الشمامۃ العنبریہ صـ۷ میں لکھا ہے کہ

ولادتِ شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شب دوازدہم ربیع الاوّل عام فیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے ابن الجوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔

علمائے دیوبند کے نزدیک تاریخ ولادت ۸ یا ۱۲ ربیع الاول ہے

مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی اپنی کتاب نشر الطیب کی ساتویں فصل میں لکھتے ہیں

یوم و تاریخ سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا۔ اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ آٹھویں یا بارہویں۔ (کذا فی الشمامہ)

گذشتہ اوراق میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی۔

لھذا

صحابہ کرام و اہل بیت عظام ۱۲ ربیع الاول کو نہ تو غمزدہ ہوئے اور نہ روئے۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بارہ ربیع الاول کو کون رویا تھا۔ امام ابو القاسم سہیلی فرماتے ہیں۔ کہ ابلیس چار مرتبہ رویا ہے۔

حین لعن وحین اھبط وحین ولد رسول اللہ علیہ وسلم وحین نزلت فاتحہ

ترجمہ ابلیس چار بار رویا پہلی بار اس وقت جب اس پر لعنت کی گئی اور پھر جب اس کو راندۂ درگاہ کیا گیا۔ اور پھر جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور جب سورۃ فاتحہ اتاری گئی۔

(البدایۃ والنہایہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۶۶)

حضرت عبداللہ بن عباس جو کہ حضور علیہ السلام کے کنبہ کے فرد اور چچازاد بھائی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو حضور کی ولادت ہوئی۔ اور امام سہیلی

فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کے دن شیطان روتا تھا۔

اب ۱۲ ربیع الاوّل کو غم کا دن کہہ کر شریکِ غم ہونے والے خود سوچ لیں کہ وہ کس کے شریکِ غم ہیں۔

بصورتِ دیگر بطورِ فرضِ محال

اگر مان بھی لیا جائے کہ بارہ ربیع الاوّل یوم وصال ہے۔ تو پھر بھی اس دن جشن و جلوس اور عید و مسرت کا اہتمام کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ مقبولانِ بارگاہِ خداوندی کے وصال کا دن خوشی اور عرس کا دن ہوتا ہے۔ کہ وہ اس دن دُنیا کے قید خانے سے نکل کر اپنے محبوبِ حقیقی سے وصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا محبوب سے وصال کے دن خوشی ہوتی ہے نہ کہ غم۔

ہو سکتا ہے کہ یومِ ولادت ہی کے یومِ وصال ہونے میں یہ حکمت پوشیدہ ہو کہ عشاقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے اس دن رنج و افسوس کا فقدان اور خوشی و مسرت کا غلبہ ہو۔

نیز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حَیَاتِی خَیْرٌ لَّکُمْ وَ مَمَاتِی خَیْرٌ لَّکُمْ

(مسند بزاز، الشفاء قاضی عیاض)

میری زندگی بھی تمہارے لیئے خیر ہے۔ اور میری وفات بھی تمہارے لیئے خیر ہے۔

اس حدیث کے ہوتے ہوئے یوم وصال کو غم کون کرے جبکہ اُمت کیلیئے دونوں طرف خیر ہی خیر ہے۔ لہٰذا یوم وصال کو یوم خیر و عید کہنا مذموم نہیں محمود ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا وصال کے دن رونا اور غم کرنا تو حضور علیہ السلام کی ظاہری جدائی کے صدمہ کی وجہ سے تھا۔ کہ محبوبِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہماری ظاہری نظروں سے پردہ فرماکر داغِ مفارقت دے گئے ہیں۔

یومِ ولادت یومِ عید ہے

منکرینِ میلاد عوام کو اکثر یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحٰے) ہیں۔ یہ تیسری عید (عید میلاد) کہاں سے آگئی؟

چنانچہ اُن کے اِس مغالطے کا مکمل اور شافی جواب ملاحظہ ہو۔

بخاری و مسلم شریف میں ہے۔ کہ

جب آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ نازل ہوئی تو ایک یہودی نے امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا، اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے۔

قَالَ عمر قد عرفنا ذالک الیوم والمکان واشار عمر ان ذالک الیوم کان عیدا الخ

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں وہ دن معلوم ہے (وہ دن جمعہ و عرفہ تھا۔ اور مقام عرفات تھا) حضرت عمر نے گویا اشارہ کیا کہ وہ دن ہمارے لیئے واقعی عید کا دن ہے۔

اس دن ہماری دو عیدیں جمع تھیں۔ (جمعہ و عرفہ یوم حج) دیگر احادیث میں بھی ہے کہ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

عرفات میں اُس دن پانچ عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ جمعہ[۱] عرفہ[۲] یہود[۳] کی عید۔ نصاریٰ[۴] کی عید۔ مجوس[۵] کی عید۔

حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی مصری فرماتے ہیں۔ کہ

ہر جمعہ مسلمانوں کی عید اس لیئے ہے کہ اُس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ فَمَا بَالُ السَّاعَۃُ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ ؐ تو جس دن سید المرسلین پیدا ہوئے۔ اس دن ہم عید کیوں نہ منائیں۔

پس معلوم ہوا کہ

عید الفطر و عید الاضحٰے کے سوا حج کا دن، بارہ ربیع الاول کا دن، اور جمعہ کا دن مسلمانوں کی عیدیں ہیں۔ اور غور کیجیئے کہ صرف جمعے سال میں ۵۲ ہوئے۔ باقی دو مشہور عیدیں (عید الفطر و عید الاضحٰے)، حج کا دن و بارہ ربیع الاول کا دن ملا کر سال میں مسلمانوں کی تقریباً ۵۶ عیدیں بنتی ہیں۔ مخالفین بیچارے تو صرف دو عیدیں لیئے بیٹھے ہیں۔ لیکن یہاں معاملہ برعکس۔

تعصّب سے الگ ہو کر!

سوچیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی تھی۔ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا

لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے اوپر آسمان سے دستر خوان (کھانا) نازل فرما۔ تاکہ ہمارے پہلے اور پچھلوں کی عید بن جائے۔ اور تیری طرف سے دلیل و نشانی۔

علمائے اصولیین نے قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ قرآن پاک سابقہ شریعتوں کا جو قصہ ہم پر بیان کرے۔ اور اس کی تردید نہ کرے وہ ہمارے لیئے حجت ہے۔ (انوار الانوار حسامی)

لہٰذا

بطور حجت تامہ کے ثابت ہوا کہ اگر بنی اسرائیل کھانا ملنے کے دن کو عید کہہ سکتے ہیں۔ تو مسلمان بھی محبوب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے دن کو عید کہہ سکتے ہیں۔

کیا کھانا ملنے کی خوشی رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی سے زیادہ ہے؟ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ شریعت عیسوی منسوخ ہے اس پر قیاس ٹھیک نہیں۔ تو ہم جواب دیں گے کہ یہ دعا اخبار سے ہے نسخ انشاء میں ہوتا ہے نہ کہ اخبار میں (کتب اصول و تفسیر) لہٰذا یہ منسوخ نہیں۔ فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ

بصورتِ دیگر مخالفین کے پاس اس کے نسخ کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر ہے۔ تو پیش کریں۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۚ

بدعت کی تحقیق اور چند مغالطوں کا ازالہ

بدعت کا لغوی معنٰے ھے۔ نیا بنانا، نئی چیز ایجاد کرنا وغیرہ۔

بدعت کا شرعی معنٰے ھے وہ اعتقاد یا اعمال جو حضور علیہ السلام کے زمانۂ حیات ظاہری میں نہ ہوں۔ بعد میں ایجاد ہُوئے ہوں۔ اور ان کا اصولِ اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو۔

بدعت شرعی کی دو قسمیں ہیں۔

بدعت اعتقادی ، بدعت عملی۔

بدعت اعتقادی اُن عقائد کا نام ہے۔ جو حضور علیہ السلام کے بعد اسلام میں شامل کیئے گئے۔ بدعت اعتقادی ہر صورت میں مذموم ہے۔

بدعت عملی ہر وہ کام جو حضور علیہ السلام کے بعد ایجاد ہُوا۔ خواہ دینی ہو یا دُنیوی۔ صحابہ کے زمانہ میں ہو یا اس کے بعد۔

بدعت عملی دو قسم پر ھے۔ بدعت حسنہ ، بدعت سیئہ

بدعت حسنہ وہ نیا کام جو کسی سُنّت کے خلاف نہ ہو۔ جیسے نماز تراویح باجماعت کا اہتمام فرما کر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یہ اچھی بدعت ھے۔

بدعت سیئہ وُہ نیا کام جو خلافِ سُنّت ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ یعنی جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی رائے نکالے۔ جو اس دین میں سے نہیں تو وُہ مردُود ھے۔

بدعت حسنہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ بدعت مباحہ (جائز) جیسے اچھے کھانے اور عمدہ کپڑے استعمال کرنا، نمازِ فجر کے بعد مصافحہ کرنا۔

۲۔ بدعتِ مستحبہ (جیسے نماز تراویح باجماعت، دینی مدرسے، اور مسافر خانے بنانا وغیرہ

۳۔ بدعتِ واجبہ جیسے قرآن مجید کے اعراب اور علوم نحو وغیرہ پڑھنا

پھر بدعت سیئہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ بدعت مکروہہ جس سے کوئی سنت چھوٹ جائے۔ یا مساجد کو فخریہ مزین و منقش کرنا۔

۲۔ بدعت محرّمہ (حرام) جس سے کوئی واجب چھوٹ جائے۔ یا مذہب جبریہ

نوٹ:۔ بدعت کی مندرجہ بالا اقسام کی تفاصیل کے لیئے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، فتاوٰی شامی، فتاوٰی رشیدیہ، کتاب البدعات اور بوادر النوادر وغیرھم کا مطالعہ کیجیئے۔

یُوں تو بدعت ہر اس نئی چیز کو کہتے ہیں۔ جو پہلے نہ ہو لیکن ہر بدعت اور ہر نئی بات، بدعتِ ضلالہ یا بدعتِ سیئہ کی وعید میں داخل نہیں ہے۔

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات ہر اُس چیز اور ہر اُس کام کو بدعت کہتے ہیں جو نبی اکرم نور مجسّم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات ظاہری اور اس کے بعد کے زمانہ صحابہ و تابعین (قرون اولیٰ) میں نہ ہُوا ہو مگر اس غلط تعریف کی لپیٹ میں خود وُہ لوگ بھی آجاتے ہیں۔ کیونکہ وُہ بھی اس زمانہ میں نہ تھے۔ بعد میں پیدا ہوئے ہیں۔

لامحالہ بدعت کی دو قسمیں کرنا پڑیں گی۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ،
بدعت حسنہ کو تو سنت بھی کہا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امام عبد الغنی
نابلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ لمقصود الشرع تسمٰی سنۃ

ترجمہ جو بدعت حسنہ مقصود شرع کے مطابق ہو۔ اس کو بھی سنت
کہا جائے گا۔

حضرت امام بیہقی وغیرہ علماء حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

المحدثات من الامور ضربان احدھما ما احدث مما یخالف
کتابا اوسنۃ اواثرا او اجماعا فھذہ البدعۃ الضلالۃ و
الثانی ما احدث من الخیر ولاخلاف فیہ لواحد من
ھذہ وھی غیر مذمومۃ

ترجمہ نئی پیدا ہونے والی باتیں دو قسم پر ہیں۔ ایک وہ کہ قرآن یا
احادیث یا آثار یا اجماع اُمت کے خلاف نکالی جائیں۔
یہ تو بدعت ضلالہ (گمراہی) سیئہ ہے۔ اور دُوسری قسم وُہ
اچھی باتیں ہیں۔ جو اُن مذکورہ چیزوں کے خلاف نہ نکالی جائیں
تو وُہ بدعت ضلالہ سیئہ نہیں ہے۔ بلکہ بدعت حسنہ ہے"۔

اُمتِ محمدیہ کے ہزاروں علماء نے اقسامِ بدعت کی اسی طرح
تصریح فرمائی ہے۔ اب مخالفین کا یہ کہنا باطل ثابت ہُوا کہ جو چیز زمانۂ
رسالت، یا صحابہ و تابعین کے دَور میں نہ ہو۔ وہ بدعتِ سیئہ اور
ممنوع ہے۔

ہاں اگر ثبوت مل جائے کہ ان نئے اُمور و افعال میں شرعًا کوئی

برائی ہے۔ تو پھر واقعی ممنوع ہو سکتے ہیں۔

ہر مسلمان حیرت کی تصویر بن جاتا ہے۔ جب یہ سُنتا ہے۔ کہ محفلِ میلاد بدعتِ سیئہ ہے۔ (استغفر اللہ)

غور فرمائیں! کیا محفلِ میلاد واقعی بدعت سیئہ ہے۔ ؟ اس میں کون سا کام ایسا ہے۔ کہ اسلام کو چھوڑ کر نیا اسلام گھڑ لیا گیا ہے۔ یا ایسا کونسا کام کیا جاتا ہے کہ جس سے اسلام کی بنیاد منہدم ہو جاتی ہے۔ اور سُنت کا مٹ جانا لازم آتا ہے۔

محفلِ میلاد کی اصل حیثیت

محفل میلاد کی اصل حیثیت یہ ہے کہ تلاوت قرآن، نعت خوانی کے علاوہ حضور کی ولادت کا ذکر ہوتا ہے۔ فضائل و مناقب بیان ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات پر تقاریر ہوتی ہیں۔ صلوٰۃ وسلام ہوتا ہے۔ اور یہ ساری باتیں محبت اور تعظیم رسُول کی علامتیں ہیں۔ اور تعظیم رسُول صلے اللہ علیہ وسلم شرعًا مطلوب ہے۔ جیسا کہ حکم قرآنی ہے

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ   پ   ع

ترجمہ: اور اس (اللہ کے رسُول صلے اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرو۔ اور تعظیم و توقیر کرو۔

صاحب روح البیان نے اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

ومن تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل المولد   الخ

یعنی میلاد منانا حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں داخل ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم میلاد کی اصلیت دین سے ثابت مانتے ہیں۔ لیکن موجودہ ہیئت کذائی اور صورت مجموعی پر ہمیں اعتراض ہے

تو اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ جس چیز کی اصلیت ثابت ہو وہ کسی ہیئت مباحہ (جائز شکل وصورت) کے لاحق ہونے سے ممنوع نہیں ہوسکتی۔

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اپنی موجودہ صورت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام کے دَور میں نہیں تھیں۔ اور بعد میں نکالی گئیں مگر آجکل سارے مسلمان انہیں عبادت سمجھتے ہیں۔ مثال کے طور پر

۱۔ پختہ مساجد (بلند مینار، اور محراب)

۲۔ دینی مدارس ۳۔ مسافر خانے

۴۔ قرآن پاک پر اعراب اور پاروں، رکوعوں اور رموز اوقاف کی تعین

۵۔ احادیث کی کتابیں، اسناد واقسام

۶۔ وعظ وتبلیغ کا مرّوجہ طریقہ (مثلاً اشتہار چھاپ کر، اسٹیج بچھا کر، لاوڈ سپیکر لگا کر، لحن وسرود کے انداز میں یا چند ماہ کے تبلیغی چلے کٹوا کر

۷۔ سیرت کانفرنسیں ۸۔ سیاسی یا دینی جلوس (یوم شوکت اسلام، غلاف کعبہ اور نظام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جلوس)

۸۔ نماز میں زبان سے نیت کرنا،

۹۔ زکوٰۃ میں موجودہ سکّہ رائج الوقت ادا کرنا۔

۱۰۔ بذریعہ ہوائی جہاز حج کرنا،

۱۱۔ طریقت کے چاروں سلاسل کے مشاغل، مراقبے، وظائف اور

ذکر کے اقسام

۱۱۔ شریعت کے چاروں سلاسل اور ان کے اجتہادی کارنامے وغیرہم تو مخالفین میلاد جس دلیل سے ان تمام مذکورہ بالا امور کو جائز، صحیح اور مستحسن کہتے ہیں۔ (حالانکہ یہ تمام امور زمانۂ نبوی یا قرون اولیٰ میں نہ تھے) کیا اسی دلیل سے محفل میلاد اور جلوس کا صحیح اور درست ہونا ثابت نہیں ہوتا؟

علم اصول کا قاعدہ ہے جیسے شامی رح اور ابن ھمام رح وغیرھما نے بیان کیا ھے

المختار عند الجمهور من الشافعية والحنفية ان الاصل فی الاشیاء الاباحة

ترجمہ: جمہور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک مختار یہ ھے کہ اصل تمام اشیاء میں مباح ھونا ھے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ھے۔

الاصل فی الاشیاء الاباحة

ترجمہ: اصل سب چیزوں میں مباح ہوتا ھے

اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق فرماتے ہیں۔

اصل در اشیاء اباحت است

پس ثابت ہُوا کہ جس چیز کی ممانعت شرع سے ثابت ہو جائے وہ ممنوع اور حرام ہے۔ اور جس چیز کی ممانعت پر دلیل شرعی نہ ہو۔ وُہ جائز و مباح ھے۔

تو جو شخص جس چیز یا فعل کو ناجائز، حرام، یا مکروہ کہتا ھے اُس پر

واجب ھے کہ اپنے دعوٰی پر دلیل شرعی قائم کرے۔ اور جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اُس چیز کی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا ہی جواز کی دلیل کافی ھے۔

جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ھے۔ حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَالْحَرَامُ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَمَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ مِمَّا عَفَا عَنْہُ الخ

ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا۔ اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا۔ اور جس پر سکوت فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ھے۔ یعنی اس کے کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔

اس حدیث کی روشنی میں ثابت ہُوا کہ امور متنازع فیہا (میلاد شریف وجلوس وقیام وسلام) کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ شرع سے ممانعت ثابت نہ ھونا ھی ھمارے لیئے دلیل ہے۔ لھٰذا ہم (اہل سُنّت) سے دلیل و سند مانگنا مخالفین کی بے علمی وجہالت ھے۔

ہم کہتے ہیں تم جو میلاد وجلوس کو ناجائز و حرام و بدعت سیئہ کہتے ہو تم ثبوت دو۔ کہ خدا و رسُول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز و حرام فرمایا ہے؟ اور اگر ثبوت نہ دو اور ان شاء اللہ ہرگز نہ دے سکو گے۔ تو یاد رکھو تم نے اللہ و رسُول پر افتراء باندھا ہے۔

بدعت کے متعلق حرف آخر

احادیث اور علمائے اسلام کی تصریحات کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ ہر بدعت بُری ہو۔ بلکہ بدعت اچھی بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا ھے

کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ہر بدعت گمراہی ھے

اس سے مراد بدعت سیئہ گمراہی ھے۔ نہ کہ بدعت حسنہ گمراہی ھے۔ کیونکہ بعض اوقات عام مخصوص البعض پر بھی لفظ کُل داخل ہوتا ھے۔ یعنی ممکن ہے کہ بعض مخصوص بھی ہوں۔ اور ان پر لفظ کُل بھی بولا جائے۔ قرآن مجید میں اسکی مثال موجود ھے۔

فَدَمَّرَ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا

ترجمہ پس قوم عاد پر چھوڑی گئی ہوا نے ہر چیز کو تباہ کر دیا۔ حالانکہ اُس ہوا نے دُنیا بھر کی ہر چیز کو تباہ نہیں کیا تھا۔ صرف قوم عاد کی املاک تباہ کیں تھیں۔

اس آیت میں كُلَّ شَيْءٍ دنیا بھر کی اشیاء کا بعض تھیں۔ پھر بھی قرآن نے کُلَّ سے تعبیر فرمایا۔

پس ثابت ہُوا کہ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ میں ہر بدعت کو نہیں بلکہ ہر حرام بدعت کو ضلالۃ کہا گیا ھے۔

غور فرمائیے:۔ کیا امت کے وہ جلیل القدر علماء و مفسرین جنہوں نے بدعت کی اقسام بیان فرمائی ہیں وہ اس حدیث (کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ) کے مفہوم سے بے خبر تھے؟ یہ کیسے ہو سکتا ھے؟

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔

انصاف یہ ھے کہ بدعت اُس کو کہتے ہیں۔ کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

ترجمہ جس نے ھمارے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو دین سے نہیں تو وُہ مردُود ھے۔

اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے خاص اُسی نئی بات کو مردُود فرمایا ہے۔ جو دین کے خلاف ھو۔ ہر نئی بات کو منع نہیں فرمایا۔ اگر آپ ہر نئی بات کو ناپسند فرماتے تو مَا لَیْسَ مِنْهُ کی قید نہ بڑھاتے۔

بعض کم فہم لوگ کہتے ہیں کہ ہر نئی بات خواہ دین کے مخالف ہو یا موافق سب منع ہے۔ حاشا و کلّا یہ بات غلط ھے

اصل بات یہ ہے کہ جو نئی چیز خلاف دین ہو منع ھے۔ اور جو نئی چیز دین کے خلاف نہ ہو۔ بلکہ مددگار ھو وُہ ہر گز منع نہیں۔ بلکہ اُس پر حضور علیہ السلام نے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ھے۔ حدیث ملاحظہ ہو۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ کُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا الخ (رواہ مسلم)

ترجمہ جس نے کوئی اچھا طریقہ اسلام میں جاری کیا پھر اُس کے بعد اس طریقے پر لوگوں نے عمل کیا۔ تو طریقہ جاری کرنے والے کو اُس پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ھوگا۔

امامِ ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بعض مکتوبات شریفہ کی وضاحت

بعض حضرات اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے عوام الناس کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے محفلِ میلاد کا انکار کیا ہے نعوذ باللہ منہا یہ صریح بہتان ہے۔ آپ نے میلاد شریف کرنے والوں کو نہ مشرک لکھا ہے نہ بدعتی بلکہ ایک طرزِ خاص پر انکار فرمایا ہے کہ محفل میلاد کو محفلِ سماع کا رنگ نہ دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا۔

"مبالغۂ فقیر در منع بواسطہ مخالفت طریقت خود است"

ترجمہ: فقیر کا منع میں مبالغہ کرنا اپنی طریقت (نقشبندیہ) کی مخالفت کی وجہ سے ہے۔

آپ کے قرب و جوار میں محفلِ میلاد بطریق محفل سماع کا رواج چل نکلا تھا جس پر آپ نے انکار فرمایا۔ چنانچہ آپ نے جلد سوم میں (مکتوب نمبر ۷۲ جو خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمایا) وضاحت فرمائی ہے کہ

دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوتِ حسن در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است۔ ممنوع تحریف و تغییر حروف قرآن است و التزام

رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت باں طریق الحان بالتصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است لہٰ

ترجمہ: محفل میلاد میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی جائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور بزرگان دین کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں۔ تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز بات تو یہ ھے کہ قرآن کے حروف میں تغییر و تحریف کر دی جائے۔ اور قصیدے پڑھنے میں راگنی اور موسیقی کے قواعد کی رعایت اور پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔

جس محفل میلاد میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں۔ اس کے ناجائز ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ھے؟

ہاں جب تک راگنی اور تال سُر کے ساتھ گانے اور تالیاں بجانے کا دروازہ بالکل بند نہ کیا جائے گا۔ بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔ اگر ان ناجائز باتوں کی ذراسی بھی اجازت دے دی جائیگی۔ تو اس کا نتیجہ بہت ہی خراب نکلے گا۔ کیونکہ قلیلہ لیفضی الی کثیرہ یعنی تھوڑی سی رخصت بہت دور پہنچا دیتی ھے۔

بحمدہٖ تعالیٰ حضرت امام ربانی کے مکتوبات شریفہ کی روشنی میں محفل میلاد کے جائز ہونے کا ثبوت مل گیا۔ اور مخالفین نے اس سلسلے میں جو خیانت کی اس کی قلعی کھل گئی۔

اسی طرح تقسیم بدعت کے بارے میں بھی آپ کے مکتوبات شریفہ کا سہارا لیا جاتا ھے۔ جن میں آپنے بدعت حسنہ کا انکار فرمایا ھے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی شان ولایت، جلالت علمی اور مقام مجددیت کے پیش نظر آپ کا یہ فرمان مختلف توجیہات پر مشتمل ہے۔

۱۔ آپ مجدد ہیں اور آپ کی رائے تجدیدی حکمتوں پر مبنی ھے۔ سنت کے ساتھ آپ کو اس قدر عشق ہے کہ بدعت کے لفظ سے ہی متنفر ہیں۔ آپ کا بدعت حسنہ کی مطلق نفی فرمانا۔ سد اللباب کے قبیل سے ہے۔ تاکہ عوام بدعت حسنہ کا سہارا لے کر بدعت ضلالۃ میں نہ پھنس جائیں۔ لہذا سرے سے بدعت کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے۔

بدعت حسنہ اور بدعت ضلالہ میں فرق کرنا محققین علماء کا کام ہے آپ نے احتیاطی تدبیر کے طور پر بدعت کی تقسیم و تعیین کا حق عوام کے سپرد نہیں فرمایا۔ کیونکہ فساد کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ آپ مجتہد ہیں۔ اور آپ کا یہ قول اجتہاد کے قبیل سے ہے جیسا کہ آپ نے تشہد میں رفع سبابہ کا انکار فرمایا ہے جس کی توجیہہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمائی۔

> حضور مجدد رضی اللہ عنہ کا ترک رفع سبابہ بنا بر اجتہاد ہے۔ اور سنت غیر منسوخ کے مقابلے میں اجتہاد مجتہد حجت نہیں۔ (کلمات طیبات فارسی ص ۲۹)

۳۔ آپ کے نزدیک جس چیز کی اصل سنت سے ثابت ہو۔ وہ

بدعت حسنہ نہیں بلکہ سنت ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدی عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گذر چکا ہے۔ کہ جو بدعت حسنہ مقصودِ شرع کے مطابق ہو۔ اس کو بھی سنت کہا جائے گا۔

نیز آپ کے جانشین عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب بھی اس بات کی نشاندھی کرتا ھے جس میں آپ نے طریقتِ نقشبندیہ کے سلوک و لطائف اور ذکر کے طریقوں پر وارد اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

کہ یہ امور ہرگز بدعت نہیں۔ کیونکہ ان کی اصل سُنت سے ثابت ہے۔ (مکتوبات معصومیہ)

ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

آخر میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ

ہم اہلِ سنت میلاد منانے کو فرض یا واجب نہیں کہتے بلکہ کم از کم مباح اور زیادہ سے زیادہ مستحب جانتے ہیں

اسی طرح محفلِ میلاد میں خلافِ شرع حرکات و افعال کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔ اس مقدس عمل کو تمام منہیات اور لغویات سے پاک رکھنا بے حد ضروری سمجھتے ہیں۔

آخر میں دُعا ھے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ اور سنت و شریعت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تبــــا مّـــا لخیــــر

کتابت سُلطانیہ دار الکتابت گکھڑ منڈی ۹ے